WWW.PAKSOCIETY.COM

نبیلہ عزیز

رقصِ بسمل

ماورا مرتضیٰ، عافیہ بیگم کی اکلوتی بیٹی ہے۔ فارہ کے ساتھ یونیورسٹی میں پڑھتی ہے۔ عافیہ بیگم اس کا اپنی سہیلیوں سے زیادہ ملنا جلنا پسند نہیں کرتیں۔ اس کے علاوہ بھی اس پر بہت ساری پابندیاں لگاتی ہیں جبکہ ماورا خود اعتماد اور اچھی لڑکی ہے۔ عافیہ بیگم اکثر اس سے ناراض رہتی ہیں۔ البتہ بی گل اس کی حمایتی ہیں۔

فارہ اپنی ثمینہ خالہ کے بیٹے آفاق یزدانی سے منسوب ہے۔ دو سال پہلے یہ نسبت آفاق کی پسند سے ٹھہرائی گئی تھی مگر اب وہ فارہ سے قطعی لاتعلق ہے۔

منزہ، ثمینہ اور نیرہ کے بھائی رضا حیدر کے دو بچے ہیں۔ تیمور حیدر اور عزت حیدر۔ تیمور حیدر بزنس مین ہے اور بے حد شاندار پرسنالٹی کا مالک ہے۔ ولید رحمٰن اس کا بیسٹ فرینڈ ہے۔ اس سے حیثیت میں کم ہے مگر دونوں کے درمیان اسٹیٹس حائل نہیں ہے۔ نیرہ کے بیٹے سے فارہ کی بہن حمنہ بیاہی ہوئی ہے۔

عزت اپنی آنکھوں سے یونیورسٹی میں بم دھماکا ہوتے دیکھ کر اپنے حواس کھو دیتی ہے۔ ولید اسے دیکھ کر اس کی جانب لپکتا ہے اور اسے سنبھال کر تیمور کو فون کرتا ہے۔ تیمور اسے اسپتال لے جاتا ہے۔ عزت کے ساتھ یہ حادثاتی ملاقات ولید اور عزت کو ایک خوشگوار حصار میں باندھ دیتی ہے۔ تاہم عزت کھل کر اس کا اظہار کر دیتی ہے۔ ولید ٹال مٹول سے کام لے رہا تھا۔

آفاق فون کرکے فارہ سے شادی کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ فارہ روتی ہے۔ اشتیاق یزدانی، آفاق سے حد درجے خفا ہو کر اس سے بات چیت بند کر دیتے ہیں۔ آفاق مجبور ہو کر شادی پر راضی ہو جاتا ہے۔ فارہ دل سے خوش نہیں ہو پاتی۔ رضا حیدر، تیمور کو فارہ کی شادی کے سلسلے میں فیصل آباد بھیجتے ہیں۔ فارہ اپنی تاریخ میں ماورا کو بصد اصرار مدعو کرتی ہے۔

www.paksociety.com

بائیسویں قسط

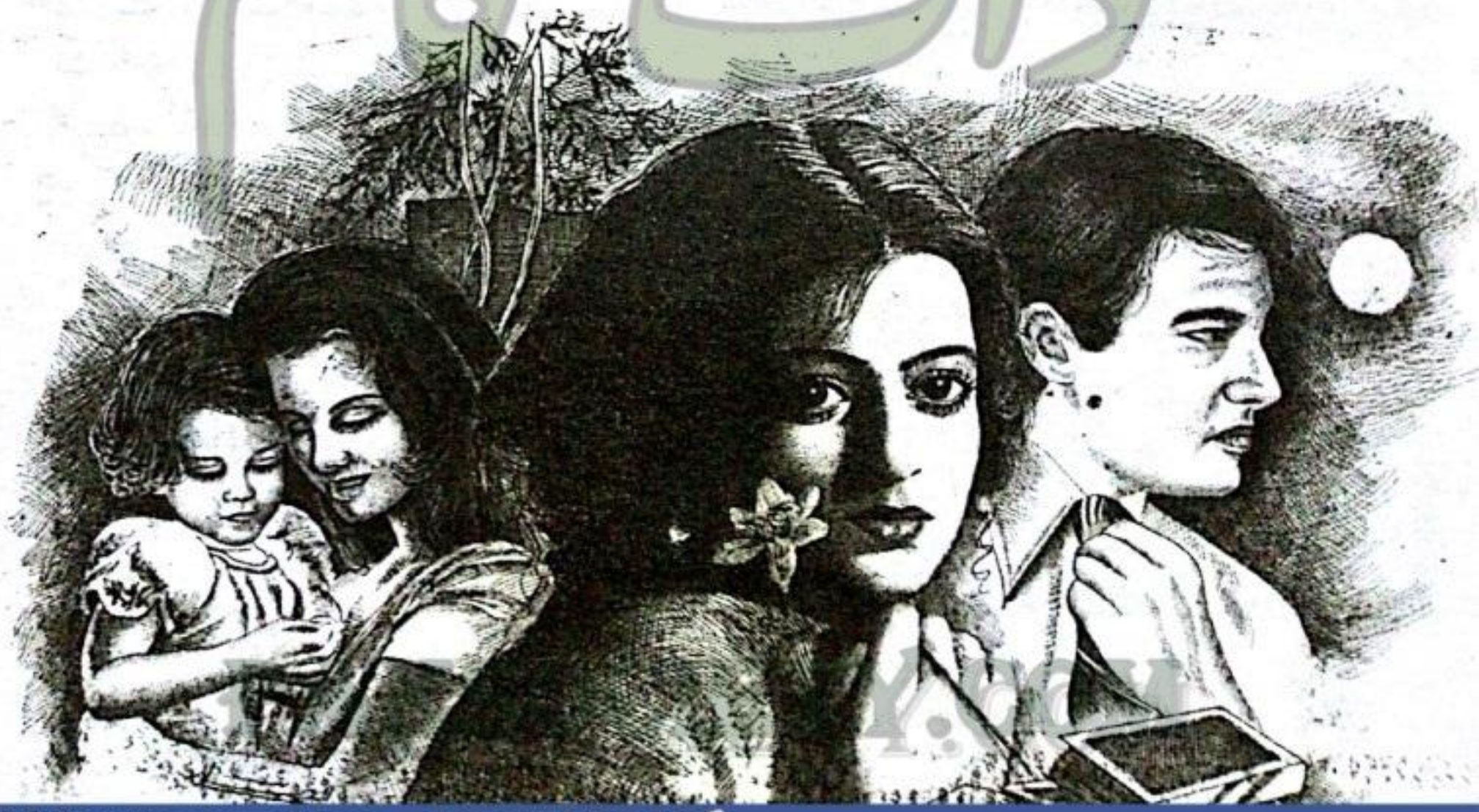

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

موبائل کی آواز پہ تقریباً سب ہی نے تیمور کی طرف دیکھا تھا۔
"بابا جان کا فون ہے۔" تیمور نے نمبر دیکھتے ہوئے بتایا۔
"اٹینڈ کرو۔" آفاق نے فوراً مشورہ دیا۔
"ہوں۔" اس کی آواز بے حد سنجیدہ تھی۔
"عزت کہاں ہے۔؟" انہوں نے چھوٹتے ہی استفسار کیا تھا۔
اور تیمور نے بے ساختہ گردن موڑ کر سامنے صوفے پہ سرخ سوٹ میں ملبوس سر جھکائے بیٹھی عزت کی طرف دیکھا تھا۔ جواب ان کی نہیں رہی تھی۔ بلکہ پرائی ہو گئی تھی۔ اور رضا حیدر بے خبری میں استحقاق جما رہے تھے۔
"اس کی کسی فرینڈ کا برتھ ڈے ہے۔ وہ ساشا کے ساتھ اس کے گھر گئی ہے۔ شام تک آجائے گی۔"
"ڈونٹ وری۔" تیمور نے بڑے سکون سے بروقت بہانا پیش کیا تھا۔
"آج کے بعد میری اجازت کے بغیر وہ کہیں بھی نہیں جائے گی۔ اسے بتا دینا۔"
رضا حیدر نے کہہ کر یک دم کھٹاک سے فون بند کر دیا اور تیمور موبائل کو دیکھ کر رہ گیا۔
(اب کیا فائدہ بابا جان .؟ حالانکہ اس وقت آپ کو اس کے پاس ہونا چاہیے تھا) ۔
"تیمور !" آفاق نے اسے گلاس ونڈو کے پاس کھڑے دیکھ کر مخاطب کیا۔
"ہوں۔!" اس نے بے دھیانی سے کہا۔
"خیریت۔؟" آفاق اٹھ کر قریب آگیا۔
"ہاں۔! بابا جان عزت کا پوچھ رہے تھے۔" اس نے آہستگی سے سر جھکا کر کہا۔
"اٹس اوکے۔! تم اندر آؤ۔ عزت اور ولید کے ساتھ تصویریں بھی بنوانی ہیں۔ وکیل صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ زیادہ ضروری ہے۔" آفاق نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے تھپکا تھا۔ کیوں کہ تیمور، رضا حیدر کے فون کے بعد بے ساختہ ہی چپ اور کچھ اداس ہو گیا تھا۔
"آخر ماں باپ کے بغیر اتنا بڑا اقدام اٹھایا تھا اس نے۔ اور وہ بھی زندگی میں پہلی بار۔ پھر اس طرح تو ہونا ہی تھا۔
"آؤ یار۔ جب سب کچھ کر ہی لیا ہے تو پھر سوچوں میں ڈوبنے کا فائدہ۔؟"
"اب خود بھی مضبوط ہو۔ اور ان دونوں کو بھی رہنے دو۔ کیوں کہ اس سارے کام کے ذمہ دار تم ہو۔ سارا بوجھ تمہارے کندھوں پہ ہے۔ تم اپنے مقام پہ قائم رہے تو یہ جنگ بھی تمہاری اور اس جنگ کی جیت بھی تمہاری ہی ہوگی۔" آفاق نے اس کی ہمت بندھانے کے لیے اس کے کندھے پہ ہلکی سی تھپکی دی تھی اور تیمور نے طنزیہ انداز سے مسکراتے ہوئے سر جھکایا تھا۔
"ایسی بات نہیں ہے یار۔! میں ہمت نہیں ہار رہا۔ نہ ہی کوئی پچھتاوا ہے۔ میں تو بس زندگی کے اس اہم موڑ پہ آکر اس لیے چپ ہوں کہ ہمارے ماں باپ ہی ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔" تیمور نے اپنی چپ اور اپنی اداسی کی وجہ بتائی تھی۔
"ہاں۔! یہ تو تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں تمہاری فیلنگز سمجھ سکتا ہوں، لیکن اس وقت تمہیں ہمت اور حوصلے سے کام لے کر آگے بڑھنا ہے۔ یوں ٹھہر جانے کا موقع نہیں ہے یہ۔"
آفاق نے بہت اچھے طریقے سے سمجھانے کی کوشش کی تھی اور تیمور مسکرا دیا تھا۔
"مجھے پتا ہے۔ یہ ٹھہر جانے کا موقع نہیں ہے۔ مجھے تو ابھی بہت آگے بڑھنا ہے۔ میرا سفر اور میری منزل میرے انتظار میں ہے۔" تیمور نے کہتے ہوئے غیر محسوس سے انداز میں ماورا کی طرف دیکھا تھا جو ولید کی کسی بات پہ ہنس رہی تھی اور تیمور نے پہلی بار اسے یوں کھل کے ہنستے دیکھا تھا ورنہ ہمیشہ وہ مسکرانے پہ ہی اکتفا کرتی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تیمور بھائی! آیئے ناں۔" قارہ نے اسے دیکھتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور تیمور بے ساختہ چونک گیا تھا۔

"آؤ۔۔۔" پھر وہ دونوں ایک ساتھ چلتے اندر آگئے تھے۔

"یہ لیجیے۔ آپ کا نیگ۔" ولید نے پانچ ہزار روپے نکال کر ساشا کی طرف بڑھائے اور ساشا کی حیرت اور بے یقینی سے آنکھیں کھل گئی تھیں۔

www.paksociety.com

"یہ کیا ہے۔؟" اس نے پوچھا۔

"نیگ۔" ولید بڑے سکون سے بولا۔

"کس کا۔؟" ساشا کو یقین نہیں آرہا تھا۔

"آپ کا۔ اور کس کا بھلا۔؟"

"رئیلی۔؟" ساشا نے پھر اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"اگر آپ کو اب بھی یقین نہیں آرہا تو میں یہ پیسے واپس اپنی جیب میں رکھ لیتا ہوں۔" اس نے بڑے اطمینان سے کہتے ہوئے پیسے دوبارہ اپنی جیب میں رکھنے چاہے تھے کہ ساشا یکدم جھپٹ پڑی تھی۔

"ارے نہیں نہیں! اب واپس رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے یقین آچکا ہے کہ آپ مجھے نیگ دے رہے ہیں۔ اور یہ پیسے اب میرے ہی ہیں۔" اس نے بجلی کی سی تیزی سے پیسے اس کے ہاتھ سے جھپٹ کر اپنی مٹھی میں دبوچ لیے تھے۔

اور اس کی اس حرکت پہ ان کی چھوٹی سی محفل کشت زعفران بن گئی تھی' یہاں تک کہ عزت بھی بہت بے ساختہ ہنسی تھی۔

"ماشاءاللہ۔!" زبیدہ خاتون نے دل ہی دل میں اس کی بلائیں لے ڈالی تھیں۔

"اور یہ جگہ جہاں آپ تشریف فرما ہیں وہ اب میری ہے۔ لہٰذا آپ اپنے لیے کہیں اور نظر ثانی کرلیں تو بہت بہتر ہوگا۔" ولید نے اب اسے عزت کے بائیں پہلو سے اٹھنے کا اشارہ دیا تھا۔

"ہیں۔؟" ساشا نے ایک دم ہونق بن کے دیکھا۔

"ہاں۔!" ولید نے اس سے زیادہ آنکھیں پھیلائی تھیں۔

"اب بہتر ہے کہ آپ شرافت سے اٹھ ہی جائیں۔" ماورا مسکرا کے بولی تھی اور سب کو مسکراتے دیکھ کر ساشا خاموشی سے کھڑی ہوگئی تھی' آخر مٹھی بھی تو اس نے گرم کی تھی اس لیے جگہ بھی اسی نے دینی تھی' اور ولید سر کھجا کے رہ گیا تھا۔

"ولید بھائی! آیئے ناں! ادھر بیٹھیے۔" قارہ نے اس کی سچویشن سمجھتے ہوئے اسے باقاعدہ آفر کی تھی۔

"اچھا۔! آپ کہتی ہیں تو بیٹھ جاتا ہوں۔" ولید بڑے معصوم سے انداز سے کہتا اپنی جگہ سے کھڑا ہوگیا تھا اور درمیانی ٹیبل کی دوسری سائیڈ سے گھوم کر عزت کے بائیں پہلو کی طرف آگیا' اور اس کے بیٹھتے ہی عزت بے اختیار اپنی جگہ پہ سمٹ سی گئی تھی۔ یہ اس کا ایک فطری عمل تھا جس پہ ولید اپنی مسکراہٹ ہونٹوں میں ہی دبا گیا تھا۔

www.paksociety.com

"ہائے!" اس نے بیٹھتے ہی بے حد دھیمی آواز میں کہا جبکہ عزت نے چہرے کا رخ دوسری طرف موڑ لیا تھا۔

"تیمور صاحب! آپ بھی آجایئے۔" ولید نے جھجک کا چولا اتارنے کی پہلی سعی کی۔

"ہاں یار۔ تصوریں تو ہونی چاہیے ناں۔!" آفاق نے بھی لقمہ دیا۔

"نہیں پہلے آپ لوگ بنوالو۔" تیمور نے ٹالنے کی کوشش کی مگر کب تک آخر؟" بالآخر اس کی باری بھی آہی گئی تھی۔

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"اب کیا ارادہ ہے۔؟" ولید نے توپوں کا رخ دوبارہ اس کی طرف موڑ دیا تھا۔ اور مجبوراً" تیمور کو اٹھ کر اس کے برابر آنا پڑا تھا۔

"ماورا ! پلیز آپ بھی آیئے ناں۔ آپ نے تو ایک بھی تصویر نہیں بنوائی۔" عزت نے اچانک ماورا پہ حملہ داغ دیا تھا اور وہ اتنے سارے لوگوں میں یک دم سٹپٹا سی گئی تھی' حالانکہ وہ نروس ہونے والی ہرگز نہیں تھی۔

"لیکن۔!" اس نے کوئی بہانا کرنے کی کوشش کی۔

"لیکن۔ ویکن کی کوئی گنجائش نہیں نکلتی ڈیئر سسٹر !اور کچھ نہ سہی تو میری طرف سے ایک بہن ہونے کے ناتے ہی آجاؤ۔" ولید نے واقعی اس کے بولنے کی اور اس کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی تھی اور ماورا کے ساتھ ساتھ تیمور بھی اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔

اور ماورا۔ "بہن" لفظ کی تاثیر سے بندھی کھنچی چلی آئی تھی۔

اور وہ چاروں ایک ساتھ صوفے پہ بیٹھے جیسے سج گئے تھے۔

ولید کے ساتھ تیمور اور عزت کے ساتھ ماورا بیٹھی ہوئی تھی۔

"اے پرفیکٹ پکچر۔" فارہ نے تصویر بناتے ہوئے بے ساختہ کہا تھا اور تیمور نے بے ساختہ ماورا کی سمت دیکھا تھا اور اس کا یہ دیکھنا بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کیمرے کی آنکھ میں محفوظ ہو گیا تھا۔

پھر تین چار تصویریں بنوانے کے بعد وہ وہاں سے اٹھ گئی تھی اور رفتہ رفتہ محفل بھی برخاست ہو گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

تیمور حیدر کو ہمیشہ سنجیدہ دیکھا تھا۔ مگر اداس کبھی نہیں دیکھا تھا۔

اسی لیے شاید وہ گھر آکر بھی اس کی اداسی کے زیر اثر تھی کہ وہ خود بھی چپ چپ سی تھی۔ اس نے بی گل اور عافیہ بیگم سے دعا سلام کرنے کے علاوہ اور کوئی بات ہی نہیں کی تھی۔ اور کپڑے تبدیل کرنے کے بعد باہر ٹیرس میں نکل آئی تھی۔

"آپ اپنی مرضی سے سب کچھ کرنے کے بعد بھی خوش نہیں۔؟" ماورا نے ڈرائیو کرتے تیمور کی اداسی کو کریدا۔

"کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ انسان اپنی مرضی سے سب کچھ کر کے بھی خوش نہیں ہو پاتا۔" وہ کہتے ہوئے بھی بہت افسردہ سا لگ رہا تھا۔

"وجہ ؟" وہ پتا نہیں کیوں اس کی افسردگی اور اداسی کو محسوس کر کے جان بوجھ کر اس سے بات کا سلسلہ بڑھا رہی تھی۔

"کیونکہ اپنی غلطی کا یا کسی کمی کا احساس اس کے لاشعور میں چھپا بیٹھا ہوتا ہے۔ اور وہی احساس اسے خوش نہیں ہونے دیتا۔" تیمور سچ ہی تو کہہ رہا تھا۔ ماورا کے اندر کا ایک خیال اس کے ---- دل تک گیا تھا اور وہ چند سیکنڈ کے لیے چپ ہو گئی تھی۔

"کیا وہ بھی ایسی ہی فیلنگز سے دوچار ہونے والی تھی۔؟ کیا وہ بھی خوشی اور اداسی کے بیچ کے خلا میں ڈولنے والی تھی؟

تو پھر وہ خوشی کیسی اور جیت کیسی؟ اف اللہ۔ یہ کیسی الجھن ہے ؟ آج میں زندگی کے جس موڑ پہ ہوں۔ مجھے پتا ہے کہ آج سے میرے اور میرے بابا کے راستے الگ ہو چکے ہیں اور ماں باپ سے راستے الگ ہونا کوئی چھوٹی یا معمولی بات نہیں ہوتی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تیمور اسے اپنے اندر کی فیلنگز سے آگاہ کر رہا تھا اور وہ چپ چاپ سنتی جا رہی تھی۔
"آپ کیوں چپ ہیں۔؟" تیمور نے اپنی افسردگی سے دامن چھڑاتے ہوئے اس سے استفسار کیا۔
"نن نہیں۔ کچھ نہیں۔" اس نے فوراً" نفی میں سر ہلایا تھا۔
"کچھ تو ہے ؟" تیمور نے گردن موڑ کر اس کے چہرے کی سمت بغور کھوجتی نظروں سے دیکھا۔
"شاید۔ آپ کی اداسی دیکھ کر اداسی ہو رہی ہے۔" ماورا نے کوئی بھی لگی لپٹی رکھنے یا ہیر پھیر سے کام لینے کے بجائے صاف کہہ دیا تھا۔
اور تیمور کو اپنی سماعتوں پہ یقین نہیں آیا تھا' بلکہ شک گزرا تھا۔
"آپ میری اداسی پہ اداس ہیں۔؟" دوبارہ سے پوچھا گیا تھا۔
"انسان ہوں۔ فیلنگز کا اثر ہو بھی سکتا ہے۔" ماورا نے پلکیں جھکالی تھیں۔
"اگر آپ پہ میری اداسی کا اثر ہو سکتا ہے تو دعا کرتا ہوں اللہ مجھے ہمیشہ اداس ہی رکھے۔ میری اداسی پہ آپ کی اداسی' مجھے خوشی دے گی۔" تیمور نے بڑی ترنگ سے دعا کی تھی اور ماورا کا دل مزید چپ سادھ کے رہ گیا تھا۔
"ماورا بچہ۔ رات ہو چکی ہے۔ تم شام سے یہاں کھڑی ہو۔ کیا بات ہے؟" بی گل نماز پڑھنے کے بعد وہیں ٹیرس پہ اس کے پاس چلی آئی تھیں اور ماورا اپنے دھیان کی محویت سے چونک گئی تھی۔
"کچھ نہیں۔" وہ نفی میں سر ہلا کر پلٹی۔
"رضا حیدر کی بیٹی کا نکاح ہو گیا ؟" ماورا ان کو بتا کر گئی تھی کہ آج عزت کا نکاح ہے۔
"جی ہو گیا۔" اب وہ ٹیرس کی ریلنگ سے کمر ٹکائے کھڑی تھی۔
"اب کیا ہو گا۔؟" انہوں نے تشویش سے پوچھا۔
"اب آپ کی بیٹی کا نکاح ہو گا۔" اس نے جیسے گہری سانس خارج کرتے ہوئے کہا تھا۔
"ہیں؟" اس کی بات پہ بی گل کا کلیجہ اچھل کر حلق میں آگیا تھا۔ اچھا خاصا دھچکا لگا تھا انہیں۔
"ظاہر ہے ایک نہ ایک دن ہونا تو ہے ہی۔ چند دن میں ہی سہی۔ آپ اور امی اس چیز کے لیے ذہنی طور پر پہلے سے تیار رہیں۔ ورنہ یہ نہ ہو کہ پھر کسی کو اسپتال لے کر جانا پڑے۔" ماورا نے جیسے بڑی تلخی سے کہا تھا۔
"تو نہ کرو یہ سب۔ چھوڑ دو۔ کیوں اپنی زندگی خود اجیرن کرنے پہ تلی ہوئی ہو ؟"
"منزل کے قریب جا کر واپس کوئی نہیں پلٹتا بی گل۔ اب میرا پلٹنا بھی بہت مشکل ہے۔" ماورا پھر اپنے مزاج کی سختی پہ اتر آئی تھی۔
بی گل بھی خفگی سے بولی تھیں۔
"موج تو رضا حیدر کرنے والا ہے۔" ماورا کے لہجے میں زہر گھل گیا تھا۔
"جو ضد نہیں چھوڑتے۔ وہ موج ہی کرتے ہیں۔ اور مجھے پتا ہے اس سارے قصے میں نقصان تیمور حیدر کا ہی ہو گا ، کیونکہ وہ تم دونوں سے بے خبر ہے۔" وہ تاسف سے بولیں۔
"وہ رضا حیدر کا بیٹا ہے بی گل۔!" ماورا فرسٹریشن سے یک دم چیخ اٹھی۔
"رضا حیدر تو نہیں ہے ناں۔؟"
"میرے لیے رضا حیدر ہی ہے۔" ان کے جواب برجستہ تھے۔
"تو پھر رضا حیدر کے لیے پریشان کیوں ہو؟ اداس کیوں ہو؟ بتاؤ مجھے؟" بی گل کا سوال بھی کچھ کم نہیں تھا ماورا جیسے یکدم کرنٹ کھا کے رہ گئی تھی۔
"میں؟ میں پریشان ہوں؟" اس نے عجیب بوکھلاہٹ سے پوچھا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"ہاں! تم پریشان ہو۔ تمہارے چہرے پہ لکھا ہے کہ تم رضا حیدر کے بیٹے کے لیے پریشان ہو۔ اثر کر گیا ہے تم پہ۔" بی گل اس کی روز کی ٹینشن اور کشمکش سے تنگ آکر پھٹ ہی پڑی تھیں۔

"اثر کر گیا ہے۔؟" وہ حیرت زدہ سی زیر لب بڑبڑا کے رہ گئی تھی۔

"ہاں! اثر کر گیا ہے۔ عورت' مرد پہ بڑی جلدی اثر کرتی ہے۔ وہ دنوں میں نہیں منٹوں میں پاگل ہو جاتا ہے۔ جبکہ مرد عورت پہ بڑی دیر سے اثر کرتا ہے۔ اور اتنا گہرا اثر کرتا ہے کہ عورت پاگل نہیں ہوتی۔ بے بس ہو جاتی ہے۔ اور بے بس ہو کر مرتی ہے اور مجھے نظر آرہا ہے۔ تم بے بس ہو رہی ہو۔" بی گل نے اگلی پچھلی کسر پوری کر کے رکھ دی تھی اور پلٹ کر واپس اندر چلی گئی تھیں جبکہ ماورا وہیں ششدر سی کھڑی کی کھڑی رہ گئی تھی۔

"وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ مجھ پہ اثر کر گیا ہے۔؟ م۔ میں۔ میں۔۔۔ بے بس ہو رہی ہوں۔؟"

اس نے خود کلامی کے سے انداز سے کہتے ہوئے اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنے چہرے کے نقوش کو چھوا تھا۔

www.paksociety.com

"یہ کیسے ہو سکتا ہے بھلا۔؟ وہ ہلکے ہلکے نفی میں سر ہلاتی اس حقیقت سے انکاری ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔

"تمہارے چہرے پر لکھا ہے کہ تم رضا حیدر کے بیٹے کے لیے پریشان ہو۔" بی گل کے الفاظ پھر سے اس کی سماعتوں میں گونجے تھے اور ماورا بے اختیار اندر کی سمت لپکی تھی اور سیدھا واش روم کی طرف رخ کیا تھا۔

"کہاں لکھا ہے کہ میں رضا حیدر کے بیٹے کے لیے پریشان ہوں۔؟ کہاں۔؟ کون کہتا ہے کہ میں بے بس ہو رہی ہوں۔۔۔؟ اور۔۔۔ اور کیا ثبوت ہے کہ وہ مجھ پہ اثر کر گیا ہے؟" آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر وہ اپنے ہی چہرے کو آنکھیں پھیلا پھیلا کر غور سے دیکھنے کی اور کھوجنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"بتاؤ مجھے۔؟ میں۔ میں اپنا چہرہ نوچ لوں گی۔" وہ آئینے کے سامنے کھڑی خود پہ ہی دھاڑ اٹھی تھی اور عافیہ بیگم اس کی ایسی چیخ نما آواز سن کر یکدم بھاگتی ہوئی آئی تھیں۔

"کیا ہوا۔ تم ٹھیک ہو ناں۔؟" عافیہ بیگم نے انتہائی وحشت کے عالم میں کھڑی ماورا کو آکر کندھوں سے تھام لیا تھا۔

www.paksociety.com

"امی۔ امی۔ وہ۔ وہ۔ بی گل کہہ رہی ہیں کہ' وہ مجھ پہ اثر کر گیا ہے۔ مم۔ میں بے بس ہو رہی ہوں۔ پریشان ہو رہی ہوں۔ اس کے لیے۔ دیکھیں ناں امی۔ میرے چہرے کو دیکھیں۔ کیا ایسا کچھ نظر آرہا ہے آپ کو۔؟ تو۔ تو پھر بی گل ایسا کیوں کہہ رہی ہیں۔؟"

ماورا نے الٹا ان کے بازو پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالے تھے اور عافیہ بیگم اس کی بات اور اس کے انداز پہ یک دم کرنٹ کھا کے دو قدم پیچھے ہٹی تھیں اور ان کے کانوں میں سائیں سائیں ہونے لگی تھی۔

انہوں نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے ماورا کے چہرے کی سمت دیکھا تھا' لیکن انہیں وہ چہرہ ماورا کا چہرہ لگا ہی نہیں تھا۔ وہ چہرہ تو کسی اور کا چہرہ نظر آرہا تھا۔ بس ماورا کے چند مندمل سے نقوش دکھائی دے رہے تھے۔

"امی! بتائیں نا؟" وہ روہانسی ہو کر بولی تھی اور عافیہ بیگم کا دماغ گھوم گیا تھا۔

"چٹاخ!" انہوں نے انتہائی زناٹے دار تھپڑ اس کے چہرے پہ دے مارا تھا۔

"یہ چہرہ۔۔۔ یہ لہجہ۔۔۔ اور یہ باتیں۔ میری بیٹی ماورا مرتضیٰ کی ہرگز نہیں ہیں۔" انہوں نے بھی یکدم چیخ کر کہا تھا اور ماورا جیسے عرش سے فرش پہ آگری تھی اور پوری ہستی چکنا چور ہو گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

"کہاں تھیں تم؟" عزت گھر میں داخل ہوئی ہی تھی کہ رضا حیدر کی کرخت آواز نے قدم جکڑ لیے تھے۔ اس

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کا دل جیسے کنپٹیوں میں دھڑکنے لگا تھا۔ ان کا سوال ہی ایسا تھا کہ وہ چور سی بن گئی تھی یلشا کے ساتھ۔ ماریہ کی برتھ ڈے پارٹی میں۔" وہ ذرا ٹھہر ٹھہر کر بولی تھی کیونکہ اپنے آپ کو سنبھالنا بہت مشکل ہو رہا تھا اس سے۔

"اتنی بار فون کیا میں نے، مگر کال ریسیو نہیں ہوئی۔" وہ پوری تفتیش سے کر رہے تھے۔

"رات سے ہی موبائل سائلنٹ پہ تھا۔ اس لیے کسی کی بھی کال کا پتا نہیں چلا۔ تیمور بھائی کی بھی مسڈ کالز تھیں، میں نے کچھ دیر پہلے ہی چیک کیا ہے۔"

عزت، تیمور کی پڑھائی ہوئی پٹی پڑھ رہی تھی۔

"خیر جو بھی ہے، مگر آج کے بعد میری اجازت کے بغیر تم گھر سے ایک قدم بھی باہر نہیں نکالو گی۔" انہوں نے جو وارننگ تیمور کو دی تھی وہی اب عزت کو بھی دے ڈالی تھی۔

"اور یونیورسٹی؟" عزت خود پہ لگنے والی پابندی کی حد جاننا چاہتی تھی۔

"یونیورسٹی تمہیں ڈرائیور پک اینڈ ڈراپ کرے گا۔ ٹائم پہ جاؤ گی اور ٹائم پہ واپس آؤ گی۔"

انہوں نے تو جیسے سارے فیصلے پہلے سے ہی کر رکھے تھے، عزت اک گہری سانس خارج کرتے ہوئے اپنے اندر تمام ہمتیں مجتمع کرتی چند قدم کا فاصلہ مٹا کر عین ان کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔ اور بڑی ہمت اور بڑی جرات سے ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لیے تھے۔

"آپ تو کہتے تھے کہ ساری دنیا ایک طرف اور آپ کی لاڈلی بیٹی ایک طرف۔ آپ تو اپنی لاڈلی بیٹی کے لاڈ اٹھاتے نہیں تھکتے تھے۔ اس کی آنکھ میں آنسو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ پھر اسی لاڈلی بیٹی کے ساتھ ایسا سلوک کیوں؟ کیوں بابا؟ آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ کیوں آخر؟ اس قیام مرزا اور مونس مرزا کی وجہ سے؟ ہے ناں؟ کیا وہ آپ کو مجھ سے زیادہ عزیز ہیں؟ کیا وہ زیادہ اہم ہیں آپ کے لیے۔؟ آپ کی لاڈلی بیٹی کچھ بھی نہیں ہے آپ کے لیے؟ بتائیں مجھے۔"

عزت نے روہانسے لہجے میں کہتے ہوئے ان کے اندر کی محبت کو جگانے کی کوشش کی تھی جو چند دنوں میں ہی گہری نیند سو گئی تھی۔

اور اس کے اس لاڈلے اور چہیتے انداز پہ رضا حیدر کے مزاج میں مزید زہر کی سی تلخی آ گئی تھی۔

"جس انسان کی زبان نہ رہے۔ سمجھو۔ اس کے لیے بیٹی، بیٹی نہیں رہتی اور بیٹا۔ بیٹا نہیں رہتا۔ مر جاتے ہیں۔" انہوں نے انتہائی نفرت اور کرختگی سے کہتے ہوئے عزت کے ہاتھ اپنے ہاتھوں سے جھٹک دیے تھے۔

"مگر بابا!" عزت یک دم چیخی، لیکن وہ اس کی کوئی بھی بات سنے بغیر وہاں سے چلے گئے تھے۔

"عزت۔ کیوں کر رہے ہو تم دونوں بہن بھائی ایسا؟" رابعہ بیگم ان کو وہاں سے جاتے دیکھ کر فوراً اس کے قریب آئی تھیں۔

"مما۔ کیا کیا ہے ہم نے؟ بابا ہماری بات ہی نہیں سن رہے۔ انہیں ہم سے دشمنی ہو گئی ہے۔ وہ تو ہمیں دیکھنا بھی گوارا نہیں کر رہے۔" عزت مزید روہانسی ہوئی تھی۔

"تو نہ کرو ناں وہ سب۔ جو وہ نہیں چاہتے۔" رابعہ بیگم کو شوہر کے مزاج کا بخوبی پتا تھا۔ اس لیے بار بار انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہی تھیں کہ وہ ہی باز آ جائیں۔

"اور جو وہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ پتا ہے آپ کو۔؟" عزت کو اپنی ماں کی بزدلی پہ دکھ ہوا تھا، کیوں کہ آج ان کے لیے جو جنگ ان کی ماں کو لڑنی چاہیے تھی۔ وہ جنگ وہ خود لڑ رہے تھے۔

"شادی ہی تو کرنا چاہتے ہیں تمہاری۔؟" رابعہ بیگم نے بڑی آسانی سے کہہ دیا تھا اور عزت یک دم بدک گئی تھی۔ "مما! یہ آپ کہہ رہی ہیں۔ جب کہ آپ جانتی بھی ہیں کہ۔" عزت سے بات مکمل نہیں ہوئی تھی۔

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہاں۔ میں کہہ رہی ہوں، کیونکہ مجھے پتا ہے کہ یہ گھر گھر نہیں رہے گا۔ سب برباد ہو جائے گا۔ تم لوگوں کی ضد اور ہٹ دھرمی کی بھینٹ چڑھ جائے گا۔ تم نے اپنے بابا کا پیار دیکھا ہے۔ ان کی سفاکی اور ان کا قہر نہیں دیکھا۔" رابعہ بیگم بار بار انہیں سمجھا رہی تھیں۔ مگر کوئی سمجھتا تو تب نا!

"مار ڈالیں مجھے۔ قتل کر دیں۔ میں ان کے قہر کے لیے تیار ہوں، مگر مونس مرزا ہرگز نہیں۔" عزت بھی بالآخر ہمت کرتی ہوئی اپنے قدموں پہ ڈٹ گئی تھی۔

اور رابعہ بیگم وہیں بیٹھ کے رونے لگی تھیں، انہیں کسی طرف سے بھی کوئی بھی امید نظر نہیں آ رہی تھی۔

عزت ان کے سامنے سے ہٹ کے اوپر اپنے بیڈ روم میں آ گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

یہ رات سب پہ ہی بہت بھاری گزری تھی۔

سب اپنے اندر اک جنگ میں الجھے ہوئے تھے۔ اور صبح ہوتے ہی پھر سے تیار ہو گئے تھے۔

"گڈ مارننگ۔!" تیمور ہمیشہ کی طرح نک سک سے تیار ڈائننگ روم میں داخل ہوا تھا مگر اس کے گڈ مارننگ کے جواب میں رضا حیدر نے جواباً کچھ بھی نہیں کہا تھا۔

"کیسی ہیں ماما۔؟" تیمور بریف کیس سائیڈ پہ رکھتے ہوئے بولا۔

"ٹھیک ہوں بیٹا۔! آج لیٹ کیوں ہو گئے۔؟" رابعہ بیگم نے ذرا نارمل طریقے سے بات کرنے کی کوشش کی تھی۔

"بس شاید لیٹ سونے کی وجہ سے صبح آنکھ بھی لیٹ ہی کھلی ہے۔ آپ کیسے ہیں بابا۔؟"

تیمور نے بہت ہی نارمل سے انداز میں ماں کو جواب دینے کے بعد رضا حیدر کو دوبارہ سے متوجہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ جو اخبار پڑھنے میں گم نظر آ رہے تھے۔

"پہلے سے بہت بہتر ہوں مائی سن اور امید ہے کہ بہت جلد بالکل ٹھیک ہو جاؤں گا۔" انہوں نے اخبار سمیٹ کر ٹیبل پہ رکھتے ہوئے بڑے طنزیہ اور کاٹ دار سے لہجے میں جواب دیا تھا۔ اور ان کا جواب جو مفہوم لیے ہوئے تھا وہ تیمور بھی اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔

"آفس کا چکر نہیں لگائیں گے کیا۔؟" وہ بات کو بڑھانا چاہتا تھا اسی لیے جان بوجھ کر پوچھ رہا تھا۔

"لگاؤں گا۔ ضرور لگاؤں گا۔ مجھے پتا ہے بہت کچھ سیٹ کرنے والا ہے۔ لیکن پہلے میں خود سیٹ ہو جاؤں پھر۔" رضا حیدر کے لہجے کا طنز اور کاٹ ہنوز تھے، تیمور چپ چاپ ناشتے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

☼ ☼ ☼

"عزت۔! میرے ساتھ چلو۔" وہ یونیورسٹی کی پارکنگ میں اپنی گاڑی سے اتر کر گیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی جب اسے کسی نے یک دم کلائی سے پکڑ کر اپنی سمت کھینچا تھا۔

اور عزت سر سے پاؤں تک کانپ گئی تھی۔

"ولید ؟" اس پہ نظر پڑتے ہی اس کا سانس بحال ہوا تھا۔

"چلو میرے ساتھ۔" اس نے پھر کلائی کھینچی۔

"پلیز ولید۔ کیا کر رہے ہو ؟ میرا ہاتھ چھوڑو۔" عزت کو ادھر ادھر آتے جاتے اسٹوڈنٹس کو دیکھ کر کافی شرم محسوس ہوئی تھی۔

"یہ میرا حق ہے۔" ولید تو ایک دم سے بدلا ہوا ولید نظر آ رہا تھا۔ بے قرار اور بے باک۔

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"حق ہے، مگر حق جتانے کی کون سی جگہ ہے بھلا۔؟" عزت نے بے حد خفگی سے دیکھا تھا۔
"اوہ سوری۔! میں بھول گیا۔ حق جتانے کی اصل جگہ تو گھر ہے۔ اسی لیے تو لینے آیا ہوں۔" ولید نے بڑے شرارتی اور معنی خیز لہجے میں کہتے ہوئے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔
"گھر ؟ مگر کیوں ؟" عزت اس کے لہجے سے ہی بدک گئی تھی۔
"لوگ۔ اپنے گھر کیوں جاتے ہیں۔؟" ولید نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔
"لیکن میں نہیں جاسکتی۔ بابا نے مجھے کہیں بھی جانے سے منع کیا ہے۔" عزت نے اچھی بچیوں کی طرح بتاتے ہوئے سر جھکا لیا تھا۔
"کوئی بھی باپ اپنی بیٹی کو شوہر کے ساتھ جانے سے نہیں روکتا۔ انہوں نے کہیں بھی جانے سے منع کیا ہے۔ لیکن اپنے گھر جانے سے منع نہیں کیا۔ سمجھیں۔؟" ولید نے اس کی بات کو سیریس ہی نہیں لیا تھا۔
"ولید۔! مجھے ڈرائیور ڈراپ کر کے گیا ہے۔ اور پک بھی وہی کرنے آئے گا۔ اگر بابا کو پتا چل گیا تو بہت برا ہوگا۔" عزت فی الحال کوئی بھی ایسا ویسا قدم نہیں اٹھانا چاہتی تھی جو جلتی پہ تیل کا کام کرتا، مگر ولید ہنوز ضد پہ اڑا ہوا تھا۔
"بابا کو پتا نہیں چلے گا۔ ڈرائیور ڈراپ کر کے جائے گا تو میں آکر پک کر لیا کروں گا۔ اور واپسی پہ میں ڈراپ کر کے جاؤں گا تو ڈرائیور پک کر لیا کرے گا۔ بس بات ختم۔" اس نے بڑے مزے سے سارا سیٹ اپ تیار کر لیا تھا۔
"واٹ؟ اور میری اسٹڈی؟" اس نے تعجب سے آنکھیں پھیلائیں۔
"ارے چھوڑو یار! اب اسٹڈی میں کیا رکھا ہے؟ اب مجھے پڑھو۔ چلتا پھرتا اخبار ہوں آخر۔" کہتے کہتے وہ پھر سے پٹڑی بدل گیا تھا اور عزت کا چہرہ پھر سے سرخ پڑ گیا تھا۔ پہلے اس اخبار کا نام تھا "محبت نامہ" مگر آج اس کا نیا ایڈیشن شائع ہوا ہے "نکاح نامہ" ولید نے کھڑے کھڑے نام بھی ترتیب دے ڈالے تھے۔
"پلیز۔!" عزت جان چکی تھی کہ وہ آج فل فارم میں ہے۔
"اوکے۔! اب شرافت سے کہہ رہا ہوں۔ میرے ساتھ گھر چلو۔ میری امی کے بچے اپنی بھابھی سے ملنا چاہتے ہیں۔" اس نے اپنے لب و لہجے کا ایک اور انداز بدلا تھا۔
"اگر نہ جاؤں تو۔؟" عزت جانے پہ آمادہ نہیں تھی۔
"تو میں اٹھا کر لے جاؤں گا۔ یا پھر بچوں کو گھر لے آؤں گا۔ وہ بھابھی سے ملنے آئے تو زیادہ برا ہوگا۔ تمہارے بابا ان کی خاطر تواضع نہیں کر سکیں گے۔" ولید اب بھی نان سیریس تھا۔
"تو میں کیا کروں اب۔؟" وہ بے بسی سے بولی۔
"چپ چاپ میرے پیچھے پیچھے آجاؤ۔" ولید کہہ کر بائیک کی کی چین گھماتا ہوا واپس پلٹا تھا اور عزت نے ہتھیار ڈالتے ہوئے قدم اس کے پیچھے ہی بڑھا دیے تھے۔
"ذرا کلوز ہو کر بیٹھو، کیونکہ میں آج بائیک کو فل اسپیڈ پہ چھوڑنے والا ہوں۔"
اس نے بائیک اسٹارٹ کرتے ہوئے اسے انفارم کیا تھا اور عزت بیٹھے بیٹھتے یک دم گھبرا گئی تھی۔ اور ولید اس کی گھبراہٹ پہ بے ساختہ اک فلک شگاف قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔
"تمہیں کیا خبر کہ تمہاری ساس کا یہ بچہ کتنا شرارتی ہے۔؟" وہ بے حد شرارت سے بولا تو عزت بھی اپنی کھلکھلاہٹ کنٹرول نہیں کر سکی تھی اور ولید نے اس کے ساتھ یوں ہی مستی کرتے ہوئے بائیک روڈ پہ ڈال دی تھی۔

☆ ☆ ☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تیمور اپنے آفس کے میٹنگ ہال میں ایک میٹنگ اٹینڈ کر رہا تھا جب اس کی پی اے اندر داخل ہوئی تھی۔
"سر! وہ مس ماورا مرتضیٰ آپ سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتی ہیں۔" اس نے بڑے دھیمے لہجے میں آکر اطلاع دی تھی۔ اور تیمور اس اطلاع پہ ٹھٹک گیا تھا۔
"ان سے کہیں صرف پندرہ منٹ ویٹ کریں۔" تیمور میٹنگ ادھوری چھوڑ سکتا تھا۔
"سر۔! میں نے کہا ہے۔ وہ کہتی ہیں۔ میں پانچ منٹ بھی ویٹ نہیں کر سکتی۔ آپ کی میٹنگ سے زیادہ ان کی بات ضروری ہے۔" سحرش زمان حرف بہ حرف بتا رہی تھی اور تیمور کے ماتھے پہ پریشانی اور تفکر کے مارے سلوٹیں پڑ گئی تھیں۔
"اوکے۔! میں آرہا ہوں۔" وہ اس سے کہہ کر ہال میں موجود باقی افراد کی طرف پلٹا۔
"ایم سوری۔ مجھے یہ میٹنگ کچھ دیر کے لیے ملتوی کرنا پڑ رہی ہے۔ باقی ڈسکشن شام چار بجے ہوگی۔" وہ بہت تحمل سے کہتا اپنا کوٹ اور موبائل اٹھا کر ایکسکیوز کرتا ہوا وہاں سے باہر نکل آیا تھا۔
"کہاں ہیں وہ۔؟" اس نے ادھر ادھر متلاشی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔
"آپ کے روم میں۔" سحرش زمان کو حیرت ہوئی تھی کہ تیمور حیدر نے آج پہلی بار اپنی میٹنگ ادھوری چھوڑ دی تھی، حالانکہ وہ سمجھ رہی تھی کہ تیمور ایسا نہیں کرے گا۔
"اوکے۔!" وہ سر ہلا کر کہتا اپنے روم کی طرف آگیا تھا اور دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوا تھا۔
"السلام علیکم!" سلام کرنے والا بھی تیمور ہی تھا، جبکہ ماورا کی طرف سے تو جواب بھی موصول نہیں ہوا تھا۔
"خیریت؟ اتنا ارجنٹ کیوں بلایا۔؟" تیمور ٹیبل کی دوسری طرف سے آکر اپنی کرسی پہ بیٹھ گیا تھا، لیکن ماورا کے چہرے پہ نظر پڑتے ہی نظریں ٹھٹک گئی تھیں۔!

(باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ)

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے بہنوں کے لیے 4 خوبصورت ناول

منگوانے کا پتہ: مکتبہ عمران ڈائجسٹ 37، اردو بازار، کراچی
فون نمبر: 32735021

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY